

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نکر و نظر

اہل حدیث کی "نشاۃ ثانیہ"

۴ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!

جمهوریت، جمهوریت، جمهوریت، ہر سو اک شور بربپا ہے۔ لیکن تحریر شاہد ہے کہ ”آزادی کی یہ غلیم پر پری جمهوریت“ جہاں بھی تشریفیت لے جاتی ہے، عوام الناس کی زندگیاں غیر محفوظاً ہو جاتیں اور امن و امان کے سنتینیں مسائل اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ فلپائن کے جمہوری تباشیوں کے بعد بیگلہ دیش کے حالات پر اک نگاہ دوڑایئے، اخبارات کے ذریعے بیگلہ دیش کے حالیہ انتخابات میں سینکڑوں افراد کے رخی ہوتے کے علاوہ ۶۶ سے زیادہ افراد کے ہلاک ہونے کی اطلاع ملی ہے، جو اس مکار اسلام سیاست اور ”چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تایک تز“ کی مصدقاق مغربی جمهوریت کی ادبی ایسی کرم فرمائی ہے۔ لیکن نام لیبواؤں اور مریداں یا صفائی اس کے نام کے وظیفے کچھ اس کثرت سے پڑھے اور اس کے مزعومہ فوائد کا وہ ڈھنڈو ریا یا ہے کہ بعض حاملین کتاب و سنت کو بھی اب اسلام میں جمہوریت نظر آتے لگی ہے اور وہ کتاب و سنت سے اس کے لیے دلائل فراہم کرنے لگے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: ”جمهوریت جسرو اکراہ کے خاتمے کا نام ہے اور یہی دراصل اسلام ہے۔“

دلیل یہ کہ:

”لَا إِكْرَاهٌ فِي الدِّينِ“ — اسلام میں امریت نہیں جمہوریت ہے!

— سبحان اللہ، لیکن سنت نے ہیں یہ بھی بتلایا ہے کہ:

”مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ رَأَيِّهِ فَلَيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔“

”جس نے قرآن کی تفسیر باراثت کی، اسے چاہئیے کہ اپنا ٹھکانا جنم میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام مفسرین نے "لَا إِكْرَاهٌ فِي الدِّينِ" کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ آپ کسی کافر کو زبردستی مسلمان نہیں بنانے کیونکہ اعتقاد کا تعلق دل سے ہے اور دل پر جبر و اکراہ نہیں ہو سکتا۔ تاہم جبر و اکراہ کی یہ نفعی حلقوہ اسلام میں داخل ہونے نہ کے لیے ہے۔ لیکن جب کوئی شخص حلقوہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو اس پر ایک عظیم ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے، جس سے اگر وہ اعلامیہ فرار حاصل کرتے کی کوشش کرے تو شریعت کی نگاہ میں مرتد قرار پاتا ہے۔ اور مرتد کی سزا اسلام میں قتل ہے۔ پھر جمہوریت کماں گئی؟۔ جمہوریت میں انعام و آزادی رائے ہر شخص کا جمہوری تھی ہے وہ چاہے جس چیز کا اقرار کرے اور چاہے تو اسلام ہی کا انکار کر دے، پھر آپ اسے پوچھتے والے کون ہوتے ہیں؟ چنانچہ آپ کے تزوییک "لَا إِكْرَاهٌ فِي الدِّينِ" کا اگر یہی مفہوم ہے تو پھر واقعی "جمہوریت ہی دراصل اسلام ہے!"۔ اس صورت میں مرتد کی سزا قتل بھی شاید اسلام میں نہ ہوگی۔ لیکن اگر یہ غلط ہے اور اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے تو پھر یہ تسلیم کیجیے کہ اسلام اسلام ہے اور جمہوریت جمہوریت!۔ یہی بات قرآن مجید نے اس مقام پر بیان فرمائی ہے:

"لَا إِكْرَاهٌ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيْرِ فَمَنْ يَكْفُرُ
بِالظَّاهِرَاتِ وَيُؤْمِنُ بِإِلَهِهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرُوْةِ
أَنَّوْتَقْنَى لَا أَنْفِصَامَ لَهَا" — الآیۃ ۱"

کہ "دین میں دعوی کر لینے کی حد تک" جبر و اکراہ نہیں۔ بیشک ہدایت، گزری سے متاز ہو چکی۔ چنانچہ جو کوئی طاغوت سے کفر کرے اور اشہر کے ساتھ ایمان لائے تو اس نے ایک ایسی مضبوط رسمی کو تھام لیا جو طویل نہیں سکتی؟! معلوم ہوا کہ اسلام ہی ہدایت ہے اور باقی سب گمراہی!۔ اور اس دین اسلام کو ماننے کا نقاضا یہ ہے کہ اشہر پر ایمان لا بایا جائے اور اسی کو اپنا حاکم تسلیم کیا جائے۔ این الحکمُ لِلّٰہِ — جیکہ طاغوت سے کفر کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی حاکیت تسلیم نہ کی جائے، نہ اعتقاد نہ عمل۔ جمہوریت چونکہ عوام کی حاکیت کی قائل ہے، اس لیے یہ طاغوت ہے۔ اور یہی منفردی جمہوریت کے اس بت کو

پاش پاش کر کے خاص اسلام کو بھیت دین قبول کرتا ہوگا، جو ہر لحاظ سے ایک مکمل
ضابطہ حیات ہے، جس کا اپنا ایک مخصوص مزاج ہے اور جو کسی دوسرے ازم کے ساتھ
مل کر حل ہی نہیں سکتا — جن لوگوں کو اسلام میں آزادی رائے سے جبوريت، اور
اس کی مرکزیت سے امریت کا وہم ہوا ہے وہ دراصل اسلام کو سمجھے ہی نہیں —
اسی بات کو اقبال نے یوں بیان کیا تھا

— اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نک
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی ۴

— دین اسلام ایک مفہوم طرسی ہے اور اسلام نے گروہ بندی کو مشرکین کا شیوه
بتلا�ا ہے۔ جبکہ جبوريت ایک شیطانی جاہ ہے اور اس کی گاڑی انتشار و افتراق
کے بغیر حل ہی نہیں سکتی — یوں اس پوری آیت سے مروجہ جبوريت کی نقی
ہو جاتی ہے۔ جبکہ بعض ”فَإِنَّ رِبَّكَ مُحَمَّدٌ أَمْرُكَ“ اہم حدیث کی نشأۃ ثانیہ کے لیے نہیں
جبوريت پر ایمان لاتے کی دعوت دے رہے ہیں۔ جس پر سبی کہا جا سکتا ہے کہ حک
پاس بار مل گئے کبھے سے صنم خانے کو

— وَالَّذِي أَنْهَى الْمُشْتَكِيَ !

مزید ارشاد ہوتا ہے:

”اسلام دراصل جبوري دین ہے، سب سے زیادہ جبوري والا دین اسلام
ہی ہے کہ جبوريت، آزادی رائے، حکمرانوں کو ٹوکنے، برائیوں کو روکنے
اور حق کو سر عام کرنے کا نام ہے!“

آج تک ہم سبی سمجھتے چلے آ رہے ہیں کہ اہم حدیث صرف کتاب و متون کی بات
کرتے ہیں۔ لیکن خط کشیدہ ووجہے تو کسی قرآنی آیت کا ترجمہ ہیں اور نہ ہی کسی فرمان
رسول اللہ کا! — بایہمہ اگر یہ موقعت اہم حدیث کے سیچ سے پیش کیا گیا ہے
اور سننے والوں میں اہل حدیث عوام کے علاوہ اہم حدیث علماء بھی تھے، تو یہ وہ جبوريت
تو نہیں کہ ”حق کو بر سر عام کھانا، حکمرانوں کو ٹوکن اور آزادی رائے“ جس کا نام ہے۔ بلکہ
یہ تو وہ بدترین امریت ہے کہ ایک غلط بات کو سن کر وہ اس کے قابل کو بر سر عام
ٹوک نہ سکے اور یہ تک تکہ سکے کہ:

”إِنَّ الَّذِينَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مُوَمِّلُوْنَ وَمَنْ يَعْمَلْ غَيْرَ الصَّالِحَاتِ
دِيْنُهُ فَلَمْ يُقْبَلْ هُنَّا - الْآيَةُ ۱“

”دین تو اشتر کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے (اسلام اور جمہوریت کا ملنگا ہے)
نہیں اچنا پڑھ جو کوئی بھی اسلام کے علاوہ (ایسا) دین ڈھونڈ سے تو یہ اس
سے ہرگز ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا!“

نیز یہ کہ :

”الْيَوْمَ الْمَدْتُ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَأَتَمَّتْ عَلَيْكُمْ يَغْمَتِي
وَرَضِيَتْ لَكُمُ الْإِسْلَامُ وَدِيْنًا“

”آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے کیسے مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمتوں
کا انتام کر دیا اور میں نے تمہارے لیے اسلام ہی کو بطور دین پسند فرمایا
لیا ہے!“

— اسلام بھیجائے تھوڑے دین کامل ہے۔ اور یہ اپنی تبلیغ میں کسی بھی دوسرے نظام کا
محتاج نہیں — پھر آخر ”صرف اسلام“ میں آپ کو نسی کی نظر آئی ہے کہ آپ اسے جمہوریت
کی جو کھٹپ پر سجدہ ریز کئے دیتے ہیں؟ — ”آزادی رائے اور حکمرانوں کو سیر عام ٹوکنا،
برائیوں سے روکنا“ جمہوری روایات نہیں، یہکہ ”موافقت برائے موافقت، مخالفت
برائے مخالفت اور نیکی اور بدی کو اکثریت واقعیت کے پیمانوں سے ماپتا“ جمہوری
روایات ہیں — جیکہ آزادی رائے اور حکمرانوں کو ٹوکنا اسلام کی وہ رخشندہ
روایات ہیں کہ جنہوں نے ایک بڑھایا کو فاروق اعظم ایسے بطل جلیل کو بھی سیر عام ٹوکنے
کا حوصلہ عطا فرمایا تھا — ”حَكِيمَةٌ حَقِيقَةٌ سُلْطَانٌ
جَاهِشِرٌ“ بھی جمہوری نعرہ نہیں، اسلام کا ستر کا اصول ہے — ”وَلَتَكُنْ مُنْكَرٌ
أَهْمَةٌ تَيْدِعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَا هُرُونَ بِالْمُعْرُوفِ فِيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“
بھی قرآن کی آیت ہے، کسی مغربی مفکر کا مقولہ نہیں — پھر آپ نے اسلام کی ان
تمام تر خوبیوں کو جمہوریت کے پڑھے میں کیوں ڈال دیا ہے؟

— اسلام نے ”قَلِيلٌ وَهُنَّ عَبَادَى الشَّكُورِ“ کا اعلان کر کے
جمہوریت سے اپنے تیئیں ممتاز قرار دے دیا ہے کہ یہاں حق صرف حق ہے خواہ

کئے والا اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔ اور باطل باطل ہے، خواہ اکثریت ہی اس کی قائل کیوں نہ ہو جائے جیکہ جمہوریت میں دس اس سے پچھے ہیں کہ وہ تعداد میں دس ہیں۔ اور نو اس سے جھوٹے ہیں کہ وہ تعداد میں نو ہیں۔ بھرپور کثرت و قلت کا فلسفہ بھی ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ اکثریت تو صرف وہ ہے، جو دس اور تو کے درمیان واقع ہے۔ باقی باہم پر اپنے ہیں۔ یہیں سے "منتخب نمائندگی" کا مسئلہ بھی "حل" ہو جاتا ہے کہ آپ دس کے نمائندے تو ہیں، نو کے نمائندے نہیں۔ وَ عَلَى هُدًى الْقِيَادَةِ میں ہزار کی آبادی میں سے آپ ۱۰۰۱ کے نمائندے تو ہیں، باقی ۹۹۹ کس سے جا کر فریاد کریں؟ خدا را بتلاییئے کہ اسلام کیا نیم و قسم اور اتفاقی کا نام ہے؟ حال ہی میں بغلہ دشیں میں جو کچھ ہو گا ہے، کیا یہ سب اسلام کی صریحتیاں ہیں؟ اور اگر نہیں تو آپ نے اسلام کو "جمهوری دین" اور سب سے زیادہ جمہوریت والا دین" کیونکہ قرار دے دیا ہے؟

لیکن یہ شاید اہل حدیث کی نشأۃ ثانیہ کا لفاظ ہے کہ اہل حدیث عوام کے علاوہ اہل حدیث علماء بھی اپنے اسلاف کی حق کہنے اور حق سننے کی تابندہ روایات کو فراموش کر بھیجیں، اپنے فکر و نظر کی بلندیوں کو سیاست کی سستی شہرت کی بھیخت چڑھا ڈالیں۔ قَاتَ اللَّهُ وَقَاتَ الرَّسُولُ کے ہوتے ہوئے المدد دین کی بات کو جھت تسلیم نہ کرنے والے اپنے قائد کی یہ ولیم بات کو مان لیں، محض رواداری کی خاطر اپنی دینی غیرت و محیت کھو بھیجیں اور "محمد شات الماوری" کو بدعت کہنے والے اب خالص اسلام کی بجائے اسلام + جمہوریت کو بطور دین پیش ہوتا سنیں، لیکن مردیب رہیں۔ کویا اسلام اور صرف اسلام کے کافی ہونے پر اب انہیں اطیبان باقی نہیں رہا۔ کیا فرماتے ہیں علمائے تحرییت اور مفتیان و حامیان دین متین کہ اگر اذان سے قبل درود و سلام پڑھنا بدعت ہے کہ یہ دین میں اضافہ ہے تو اسلام میں پوسے نظام جمہوریت کو داخل کر دیتے کے متعلق آپ کا فتویٰ کیا ہے؟ کیا آئندہ بھی آپ یہی مسئلہ ٹیکھوں پر بیان کر سکیں گے؟ اور اگر نہیں کہ مخالفین آپ کو اڑے ہا خقول لیں گے، تو یہ اہل حدیث کی نشأۃ ثانیہ تو نہیں، اہل حدیث کی بدترین موت ہے! لہذا ہم ان مدعیان قیادت سے بصداد و اصرام یہ اپیل کریں گے کہ اگر انہیں سیاست ہی کرنی ہے تو یہ شوق کریں۔ تاہم مسلک اہل حدیث کو ان جمہوری کو مفراطیوں سے

محافہ ہی رکھیں۔ کیونکہ ”نٹاٹہ نٹانیہ“ بے پر دے میں کم از کم آپ کے ہاتھوں اس کا
قلل ہمیں منظور نہیں۔ ورنہ لوگ یہ کہتے میں حق بجا نہ ہوں گے کہ
دل کے چھپھوے لے جل اُٹھے بینے کے داغ سے
اس گھر کو اگ لگ گئی گھر کے چڑاغ سے
فَإِنَّا لِلّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ وَرَاجِعُونَ — وَمَا عَلِمْنَا^۱
الْأَكْبَارَ لَا يَلَمْ !

(اکلام اللہ ساجد)

مولانا عبدالرحمن حاجز مالیر کٹللوی

شعر و ادب

وہ کیوں تھے مدتِ بادہ و جام و سبور ہے

میں تیر سے رو برو تو تمیرے رو برو ہے
لب پر نزاہی ذکر تری آرزو رہے
ہر گرام ہر جگہ ہی تری جستجو رہے
جو عرقِ رقص و بادہ و جام و سبور ہے
حالانکہ ایک عمر لب آب جوڑ ہے
اپنے عیوب کی جو تجھے جستجو رہے
مون کی یہ صفت ہے کہ وہ خندہ رو ہے
پیری کے وقت بھی تو اگر خبر و رہے
وہ کیوں تھے عذابِ فتواب پر
عاجز وہ پھول زیستِ دامال بنے لگا کیا
جس میں کر چار دن نہ کبھی رنگ و بو ہے

نکالتے ہیں جو بے پر دہ نازِ نیوں کو
دکھار ہے ہیں تما شہ تما شہ بینوں کو